۲۱

چچا چھکّن نے تیمارداری کی

امتیاز علی تاج

پہلی بات

اس تصویر میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک بچّہ بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ پلنگ کے ایک طرف اس کی ماں بیٹھی ہے۔ اس کے ہاتھ میں دوا کی شیشی ہے۔ آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ماں اپنے بیمار بچے کو دوا پلا رہی ہے۔
بیمار بچوں کو وقت پر دوا دینا، دودھ، موسمبی کا رس پلانا، کپڑے بدلنا، بستر ٹھیک کرنا جیسے کام والدہ کے سوا اچھے طریقے سے کوئی نہیں کرسکتا۔ ان سارے کاموں کو ہم تیمارداری کہتے ہیں۔ سبق پڑھ کر اندازہ ہو جاتا ہے کہ تیمارداری آسان کام نہیں ہے۔ کچھ دیر کے لیے چچا چھکن بھی تیمارداری کے لیے آجاتے ہیں۔ اس دوران اُن سے جو عجیب حرکتیں سرزد ہوتی ہیں انھیں بڑے دلچسپ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ چچا اور چچی کے بیچ ہونے والی نوک جھونک بھی کافی دلچسپ ہے۔

جان پہچان

اس سبق کے مصنف امتیاز علی تاج ۱۳/ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ وہ اُردو کے معروف ادیب اور ڈراما نگار تھے۔ ان کا ڈراما ’انارکلی‘ اُردو میں کافی مشہور ہے۔ اپنی کتاب ’چچا چھکن‘ میں انھوں نے چچا چھکن کو مرکزی کردار بنا کر بہت سی پُر لطف کہانیاں لکھی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۹/ اپریل ۱۹۷۰ء کو لاہور میں ہوا۔
اس سبق میں بچے کی بیماری، ماں کی محبت اور چچا چھکن کی عجیب و غریب حرکتوں کو بیان کیا گیا ہے۔

چچا چھکّن دل میں بخوبی جانتے ہیں کہ تیمارداری ان کے بس کا روگ نہیں لیکن طبیعت کے ہاتھوں ایسے ناچار ہیں کہ ذرا سی بات میں تاؤ کھا جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک روز آ گا پیچھا سوچے بغیر تیمارداری کے میدان میں جوہر دِکھانے پر آمادہ ہو گئے۔

بات یوں ہوئی کہ پچھلے دنوں للّو غریب کو نکلا موتی جھرا۔ شب برأت سے اگلے روز جو ہُلہُلا کر بخار چڑھا ہے تو اکّیس دن گزر گئے، ٹس سے مس نہ ہوا۔ گھر میں کام کرنے والی لے دے کے ایک چچی، وہ غریب کیا کیا کریں؟ ہنڈیا چولھا دیکھیں، بچّے سنبھالیں یا ہر وقت بیمار کی پٹّی سے لگی بیٹھی رہیں؟ میعادی بخار۔ تین ہفتے کی محنت نے ادھ موا کر ڈالا۔ اکیسویں دن سے آس لگائے بیٹھی تھیں کہ بخار ٹوٹ جائے گا لیکن اکیسواں دن بھی آیا اور صاف گزر گیا۔

چچی تیسرے پہر بیٹھی تولیے سے للّو کے جھانواں کر رہی تھیں کہ چچا نے امامی کے ہاتھ پان کی ڈبیا اندر بھیج دی۔ ساتھ ہی کہلا بھیجا، ”خوب اچھی طرح بھر دیں۔“ چچی فکرمند تو بیٹھی ہی تھیں، بگڑ کر بولیں، ”لے جا اُٹھا کے پاندان۔ بھرتے رہیں گے آپ ہی۔“

پاندان کے جواب میں چچا خود آ موجود ہوئے۔ ”وہ پاندان بھیج دیا تم نے!“

چچی غصّہ کڑوے گھونٹ کی طرح پی گئیں۔ صرف اتنا کہا، ”اور کیا بیمار کی چرپائی اُٹھوا کر بھیجتی!“

چچا کو اس کی شرح سمجھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ للّو سے مخاطب ہو گئے، ”کیوں بے یار للّو! بڑے ٹھاٹھ سے جھانواں کروا رہے ہو اُستاد! اب یہ کہو تم اُٹھتے کب ہو؟“

چچی سے نہ رہا گیا۔ بولیں، "جلدی اُٹھ بیٹھ بیٹے! ابّا فکر کے مارے دُبلے ہوئے جا رہے ہیں۔"

اب اتنے کُھلے وار پر چپ رہنا بھلا چچا کے لیے کیسے ممکن تھا۔ بغیر سوچے سمجھے بولے، "جائیے، آپ باورچی خانے میں تشریف لے جائیے۔ میں آپ کرلوں گا تیمارداری۔"

چچا کو کمزور حریف سمجھ کر چچی عام طور سے ایسی بات گول کر جایا کرتی ہیں لیکن اس وقت انھیں بھی نہ معلوم کیا ہوا۔ جیسی بیٹھی تھیں، ویسی ہی اُٹھ کھڑی ہوئیں اور جھانوے کا تولیا چچا کے ہاتھ میں پکڑا، سیدھی باورچی خانے کو چل دیں۔ اُن کے یوں اچانک اُٹھ کھڑے ہونے کی اُمید چچا کو بھی نہ تھی۔ حیران سے رہ گئے۔ ایک منٹ تو چپ چاپ تولیے کو دیکھتے رہے۔ للّو سے کہنے لگے، "دیکھتا ہے ان کی باتیں؟ سمجھتی ہیں بس انھیں ہی آتی ہے تیمارداری، اور سب تو اپاہج ہیں۔"

امّاں کے چلے جانے سے للّو کچھ کبیدہ خاطر ہوگیا تھا۔ کروٹ لے کر پڑ رہا۔ چچا نے پوچھ لیا، "کیوں بھئی، جھانواں کرتے رہیں؟"

للّو نے منہ سے کچھ نہ کہا، سر ہلا کر ہاں کردی۔ چنانچہ چچا کے لیے اس کے سوا چارہ نہ رہا کہ جھانواں کریں اور بغیر کسی کی امداد کے کریں۔ بولے، "ہم آپ کریں گے اپنے بیٹے کے جھانواں۔ اور تم کرو ہم سے باتیں۔"

کچھ دیر بعد تیمارداری کا جوش کچھ سرد سا پڑ گیا۔ بڑی دیر تک منہ بنا بنا کر اپنا ہاتھ دباتے اور اُنگلیاں چٹخاتے رہے۔ حواس بجا ہوئے تو للّو کی طرف توجہ کی، "سو گئے للّو؟ للّو بھیّا، اے للّو! او للوے، نیند آ گئی کیا؟ اچھا سو رہے ہو؟"

باہر چچی نے آواز سن لی۔ چھٹن کے ہاتھ کہلا بھیجا، "سونے نہ دینا۔ دوا کا وقت ہے۔ سرہانے چھوٹی میز پر دوا کی شیشی رکھی ہے۔ ایک خوراک دے دو۔"

چچا دوا دینے کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ شیشی ہاتھ میں لے کر لیبل پڑھا۔ اِدھر اُدھر دیکھا۔ ڈاڑھی کُھجلائی۔ پیٹ سہلایا۔ بے تاب تھے کہ کسی کو امداد کے لیے پکاریں لیکن آج کے دن کسی کی اِمداد لینا غیرت کو گوارا نہ تھا۔ مجبوراً خود ہی دوا دینے پر آمادہ ہوئے۔ شیشی رکھ دوا نکالنے کے لیے پیالی لائے۔ کاگ نکالا۔ پہلے تو شیشی کو دانتوں میں پکڑ کر کاگ کو پیالے میں اُنڈیلنے کی کوشش فرمائی۔ اس کے بعد لاحول کہہ کر کاگ میز پر رکھ دیا اور شیشی سے دوا اُنڈیلنی شروع کی۔ بُوند بُوند بھر نکالتے اور آنکھیں چندھیا چندھیا کر خوراک کا نشان دیکھ لیتے۔ ذرا سی دوا نکالنی باقی تھی کہ شیشی ذرا زیادہ اُنڈل گئی۔ ڈیڑھ خوراک نکل آئی۔

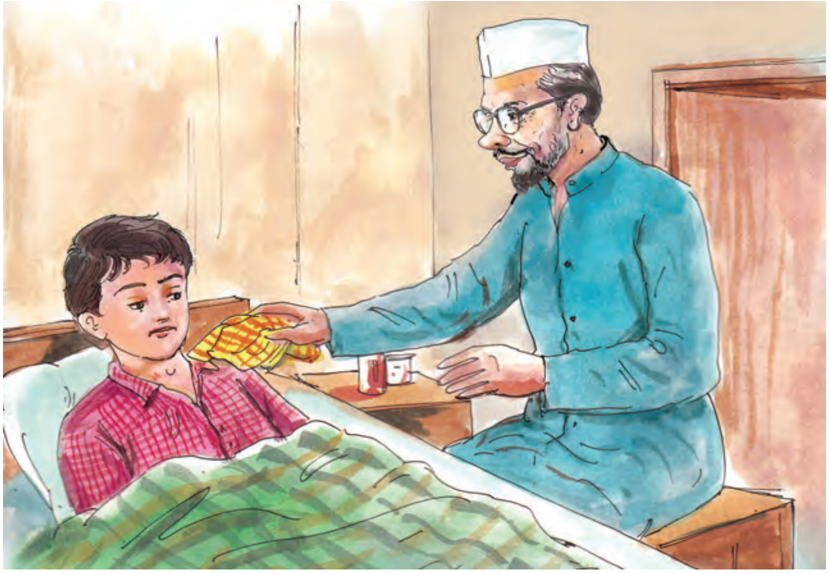

چچا نے پہلے تو پیالی ٹیڑھی کی کہ زائد خوراک گرا دیں۔ پھر خیال آیا کہیں ضرورت سے زیادہ دوا گر کر خوراک کی مقدار کم نہ ہو جائے۔ چنانچہ اِرادہ کیا کہ زائد دوا شیشی ہی میں ڈال کر اطمینان کرلیں۔ پیالی سے دوا شیشی میں اُنڈیلی۔

آپ جانیے، پیالی کے چونچ تو ہوتی نہیں کہ دوا سیدھی شیشی میں چلی جاتی۔شیشی کے باہر بہہ کر نیچے گر پڑی۔ چچا نے ذرا دیر ہاتھ روک کر سوچا، اب کیا کریں؟ اس کے سوا چارہ نظر نہ آیا کہ پیالی میں جو دوا باقی رہ گئی تھی، وہ بھی شیشی ہی میں اُنڈیل دیں اور از سرِ نو ایک پوری خوراک نکالیں۔ چنانچہ یک لخت انڈیلی دوا شیشی میں تو ذرا سی گئی، باقی سب ہاتھ پر سے بہتی ہوئی فرش پر گر پڑی۔

چھٹن کے ہاتھ چچی نے انار کے دانے نکال کر بھیجے تھے۔ وہ غریب کھڑا دوا نکالنے کا یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ اُسے آ گئی ہنسی۔ سر پھیر کر لال پیلی آنکھوں سے اُسے گھورا۔"بدتمیز کہیں کا۔ ہنستا کاہے پر! پیٹ پیٹ کر اُتّو کر دوں گا۔"

ہاتھ پونچھ پانچھ چچا نے شیشی کو جو دیکھا تو دوا آدھے نشان تک تھی۔آدھی اس ادلا بدلی میں ضائع ہو چکی تھی۔اب کیا کریں۔ غور و خوض کے بعد طے کیا کہ بقیہ آدھی خوراک بھی ضائع کر دی جائے اور اس سے اگلی پوری خوراک نکالی جائے۔ چونکہ باقی خوراک مریض کو نہ دینی تھی بلکہ ضائع کرنی تھی اس لیے اسے احتیاط سے نکالنے کی ضرورت چچا کو نہ سوجھی۔ دروازے میں جا شیشی ذرا بے فکری سے اُلٹا دی۔

اب جو شیشی آنکھوں کے سامنے لا کر دیکھتے ہیں تو دوا پھر آدھے ہی نشان تک مگر اگلی خوراک سے اگلی خوراک کے۔ چچا جھنجھلا اُٹھے مگر کر کیا سکتے تھے۔چھٹن کا قصور تو تھا نہیں کہ غل مچا مچا کر دل کی بھڑاس نکال لیتے۔اگلی آدھی خوراک ضائع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ قصہ مختصر، کوئی آدھ گھنٹا اور پانچ خوراکیں ضائع کرنے کے بعد چچا خاطر خواہ طور پر دوا نکالنے میں کامیاب ہوئے۔

للّو کی آنکھ لگ گئی تھی، اُسے جگایا۔ وہ ٹھنکتا ہوا جاگا۔ بچے کے ٹھنکنے اور رونے سے چچا کی تیمارداری پر حرف آتا تھا۔ دبی زبان میں اُسے چمکارا اور اس سے طرح طرح کے وعدے کیے۔"ایک تو جناب! ہم نے تمھارے لیے ڈور کی پوری ریل منگوائی ہے۔ دوسرے گلشن سے کہا ہے کہ ایک درجن رنگ برنگ کی کنکیّاں بنا کر لائے۔بس اِدھر تم اچھے ہوئے اور اُدھر پیچ لڑانے کا سامان ہوا۔"

چچا چارپائی پر چڑھے۔سہارا دے کر للّو کو اُٹھایا۔ دوا دینے لگے تو خیال آیا کہ کلی کے لیے پانی تو لائے ہی نہیں۔ اسے پھر لٹا بھاگے بھاگے پانی لینے چلے گئے۔ پانی کی پیالی میز پر رکھ کر پھر چارپائی پر چڑھے، للّو کو اُٹھایا۔ سمجھا بجھا کر بہ ہزار دِقّت دوا پینے پر آمادہ کیا۔ اب جناب نے کیا تماشا کِیا کہ پانی کی پیالی تو اُس کے منہ سے لگا دی اور کلی کے لیے دوا کی پیالی ہاتھ میں تھام بیٹھ رہے۔ جب اس نے خود ہی ٹھنک کر بتایا کہ یہ تو پانی ہے تو آپ کو اپنی غلطی معلوم ہوئی۔ ندامت تو کیا ہوتی "اوہو" کہہ کر پیالیاں بدل لیں اور دوا کی پیالی للّو کو دی۔

خالی پیالی اُس کے ہاتھ سے لے کر کلی کے لیے پانی دیا تو اب اُگالدان کا خیال آیا۔گھبرا کر اُگالدان لینے کو لپکے۔ بچّے کا سر دھڑ سے تکیے پر آ گرا۔ اِدھر دوا سے اس کا منہ کڑوا، اُدھر لگا سر کو دھچکا۔ زور زور سے رونے لگا۔ آپ کبھی اس کے آگے گلاس کرتے ہیں کبھی اُگالدان، کبھی انار کے دانے۔ مگر بیمار کی ضد، وہ کسی چیز کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔"امّاں امّاں" کہہ کر روئے جا رہا ہے۔ چچا گھبرا گھبرا کر کبھی للّو کو دیکھتے ہیں، کبھی دروازے کو، کہ کہیں چچی نہ آ رہی ہوں۔ بچے کو کبھی لپٹاتے ہیں، کبھی منّتیں خوشامدیں کرتے ہیں مگر اس پر مُطلق اثر نہیں ہوتا۔ مجبوراً بلند آواز میں کہنا شروع کیا،"اب ہم نے تو دوا میں کڑواہٹ ملا نہیں دی۔ ایسی ہی ہوتی ہیں ان ڈاکٹروں کی دوائیں۔ ہمارا کوئی قصور ہو تو ہم ذمّے دار۔ یوں امّاں ہی کو بلانے کو جی چاہ رہا ہو تو تم جانو۔"

چچی باورچی خانے سے فارغ ہو کر چچا کے پانوں کی ڈبیا بھر رہی تھیں۔ وہیں سے بولیں،"آئی بچے آئی۔" اتنے میں چچی آئیں، للّو نے رو رو کر برا حال کر لیا۔ ہچکی بندھ گئی۔ چچا کے ہاتھ پاؤں الگ پھُول گئے۔ اب ان سے تسلّی بھی نہ دی جاتی تھی۔ الگ

کھڑے سراسیمہ نظروں سے اُسے دیکھ رہے تھے۔ منہ تک بات آتی تھی مگر نکل نہ سکتی تھی۔ دِلاسا دینے کو ہاتھ اُٹھانا چاہتے تھے مگر نہ اُٹھتا تھا۔ چچی آئیں تو ان کے حواس بجا ہوئے۔ بولے، ''آپ ہی آپ رونے لگا۔ بس دوا دی تھی۔''

چچی نے پان میز پر رکھ دیے اور ''میرا چاند، میرا لال!'' کہتی ہوئی لپک کر سرہانے بیٹھ گئیں۔ بچے کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور سہلانے لگیں۔ بچے کو ذرا سکون ہوا تو چچا پان کی طرف متوجّہ ہوئے۔ پان کھاتے ہوئے اپنے آپ سے کہنے لگے، ''رٹ ہی ماں کی لگ جائے تو تیماردار غریب کیا کرے۔''

چچی نے للّو کے ماتھے پر ہاتھ پھیرا تو ٹھنڈا ٹھنڈا تھا۔ ہاتھ دیکھے تو وہ بھی ٹھنڈے۔ بولیں، ''اے ہے! اسے تو ضعف کا دورہ پڑ گیا، پنڈا ٹھنڈا پڑا جارہا ہے۔ رنگت بھی تو پیلی پڑ گئی ہے۔ ارے کوئی دودھ لاؤ، دودھ! پیچھے چولھے پر رکھا ہے۔ بالائی ہٹا کر لانا۔''

تیمارداری سے ابھی چچا کا باضابطہ چھٹکارا تو ہوا نہ تھا۔ پیالی اُٹھا، خود دودھ لینے روانہ ہوگئے۔ باورچی خانے میں ماما آٹا گوندھ رہی تھی۔ دودھ نکالنے کو اُٹھنے لگی۔ چچا کے منہ میں تھی پیک، ''اوں ہوں، اوں ہوں'' کرکے اسے روک دیا۔ دودھ جوش پر آکر ٹھنڈا ہورہا تھا۔ اُس پر آگئی تھی بالائی۔ چچی نے کہا تھا کہ بالائی اُتار کر لانا۔ بالائی ہٹانے کو ایک پھونک جو مارتے ہیں تو پان کی ساری پیک دیگچی میں۔ دودھ کی اچھی خاصی چائے بن گئی۔

اب چچا کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔ کبھی دیگچی کو دیکھیں، کبھی کھوئے کھوئے اِدھر اُدھر دیکھیں۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا قصور کس کا ہے! ایک مرتبہ دیگچی نیچے رکھ دی، پھر اُٹھائی۔ دودھ کو غور سے دیکھا۔ پھر نیچے رکھ دی۔ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بیمار کے کمرے کی طرف چلے۔ پھر باورچی خانے میں دیگچی کے قریب آکھڑے ہوئے اور ٹھوڑی کھجانے لگے۔ آخر سب کچھ چھوڑ چھاڑ باہر اپنے کمرے میں چلے گئے اور اندر سے چٹخنی لگالی۔ ایک منٹ بعد باہر نکلے اور دودھ کی دیگچی اُٹھا، پھر اندر گھس گئے۔

اس واقعے سے گھر میں جو تکدّر پیدا ہوا تھا، وہ للّو کی صحت یابی سے پہلے رفع نہ ہوسکا۔

معنی و اشارات

لفظ		معنی
تاؤ کھانا	-	غصّے میں آنا
تیمارداری	-	بیمار کی دیکھ بھال
موتی جھرا	-	خسرہ، چیچک کی قسم کی ایک بیماری
تُلمُلا کر بخار چڑھنا	-	کپکپی کے ساتھ تیز بخار آنا
شرح	-	مطلب
عیادت	-	بیمار کی مزاج پُرسی
جھانواں کرنا	-	کسی کھردری چیز سے سہلانا
حریف	-	دشمن، جس سے مقابلہ ہو
کبیدہ خاطر	-	رنجیدہ دل، غمگین، دُکھی
کاگ	-	ڈاٹ (کارک)
یک لخت	-	فوراً، یکایک
اُلّو کرنا	-	بہت مارنا
بہ ہزار دِقّت	-	بڑی مشکل سے
ندامت	-	شرمندگی
حرف آنا	-	الزام آنا
سراسیمہ نظروں سے	-	ڈری ہوئی نظروں سے

ضعف – کمزوری		تکدّر – رنجیدگی، یہاں مراد ہے تناؤ	
پِنڈا – جسم		رفع ہونا – دور ہونا	

مشق

✍ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ کتاب ’چچا چھکّن‘ کیوں مشہور ہے؟

۲۔ للّو کس وجہ سے بیمار پڑ گیا؟

۳۔ چچا چھکن تیمارداری پر کیوں مجبور ہو گئے؟

۴۔ چچی نے کیوں کہلا بھیجا کہ للو کو سونے نہ دیا جائے؟

۵۔ چھٹن کیوں ہنس پڑا؟

وسعت میرے بیان کی

✍ **درج ذیل جملوں کی وضاحت کیجیے :**

۱۔ چچا کو کمزور حریف سمجھ کر چچی عام طور سے ایسی باتیں گول کر جایا کرتی ہیں۔

۲۔ بچے کے ٹھُنکنے اور رونے سے چچا کی تیمارداری پر حرف آ تا تھا۔

۳۔ چچا کے ہاتھ پاؤں الگ پھُول گئے۔

۴۔ دودھ کی اچھی خاصی چائے بن گئی۔

✍ **ذیل میں اس سبق کے محاورے دیے گئے ہیں۔ان محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے :**

تاؤ کھانا ، جوہر دِکھانا ، ادھ موا کرنا ، فکر کے مارے دُبلا ہونا ، باتیں گول کر جانا ،
حواس بجا ہونا ، چارہ نظر نہ آنا ، ہاتھ پاؤں پھولنا ، بھڑاس نکالنا ، ٹس سے مس نہ ہونا

غور کر کے بتائیے

۱۔ چچا دودھ کی دیگچی اُٹھا کر اپنے کمرے میں کیوں گھس گئے؟

۲۔ سب سے زیادہ پریشان کون ہوا؛ للّو ، چچی ، چچا چھکن؟ اپنے جواب کی وجہ بھی بتائیے۔

✍ **ذیل کے الفاظ کے لیے مناسب متبادل منتخب کیجیے۔حسبِ ضرورت اپنے استاد/ سرپرست کی مدد لیجیے۔**

۱۔ حکیم الامت :

(الف) پیشہ کے اعتبار سے حکیم یا ڈاکٹر (ب) قوم کو حکمت و دانائی کی باتیں بتانے والا (ج) قوم کا سردار

۲۔ تعزیت :

(الف) کسی کے انتقال پر اس کے رشتہ داروں کو تسلی دینا (ب) بیمار کا حال پوچھنا (ج) مذہبی جلوس

۳۔ اللہ کو پیارا ہونا : (الف) اللہ کا پسندیدہ بندہ ہونا (ب) اللہ سے محبت کرنا (ج) انتقال کر جانا

۴۔ شہرِ خموشاں : (الف) قبرستان (ب) ڈراما ہال (ج) ویران شہر

بات سے بات چلے

چچا چھکن کے بارے میں گروہ میں بات چیت کیجیے۔ ہر طالب علم بتائے کہ اسے چچا چھکن کی کون سی بات بہت عجیب لگی۔

سرگرمی/ منصوبہ :

اپنے استاد/سر پرست سے معلوم کر کے پانچ مزاح نگاروں کے نام لکھیے۔

4KJ5YG

آئیے، زبان سیکھیں

اعراب :

تشدید، تنوین، جزم

ان لفظوں کو بلند آواز سے پڑھیے: ابّا ، رسّی ، لٹّو ، چکّی ۔ انھیں بولتے یا پڑھتے ہوئے لفظ 'ابا' میں دو مرتبہ 'ب' کی آواز، رسّی میں دو مرتبہ 'س' کی آواز، لٹّو میں دو مرتبہ 'ٹ' کی آواز، چکّی میں دو مرتبہ 'ک' کی آواز ادا کی جاتی ہے لیکن لکھتے وقت ان آوازوں کو دو بار نہیں لکھا جاتا بلکہ ان پر ' ّ ' یہ علامت لگا دیتے ہیں۔ اس علامت کو 'تشدید' کہتے ہیں۔

ایسے دس الفاظ لکھیے جن پر تشدید لگائی جاتی ہے۔

اب ان الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے: فوراً، قصداً، نسلاً بعد نسلٍ، نورٌ علیٰ نور۔ یاد رکھیے ان لفظوں پر دو زبر، دو زیر اور دو پیش لگانے کی وجہ سے نشان لگائے ہوئے حروف کے بعد 'ن' کی آواز ادا کی جاتی ہے یعنی 'فورَن'، 'قصدَن'، 'نسلَن بعد نسلِن'، 'نورُن علیٰ نور'۔

دو زبر، دو زیر اور دو پیش کی نشانیوں کو 'تنوین' کہتے ہیں۔ اُردو میں زیادہ تر دو زبر کی تنوین استعمال کی جاتی ہے۔

- ایسے ہی تین الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

جزم : آپ پڑھ چکے ہیں کہ لفظوں میں حروفِ علت (ا-و-ی) کے علاوہ اعراب (زبر، زیر، پیش) کی علامتیں بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ جیسے الفاظ 'رَس'، 'دِن'، 'بُت' میں پہلی آوازیں۔ انھیں لفظوں کی دوسری آوازوں یعنی حروف پر کوئی حرکت (زبر، زیر، پیش) نہیں پائی جاتی اس لیے یہ آوازیں ساکن ہیں۔ ساکن حرف پر ' ْ ' جزم علامت لگاتے ہیں۔ رَسْ، دِنْ، بُتْ، رَحْمت، لڑْکپن، مَحْمود لفظوں میں ' ْ ' نشان لگائے گئے حروف ساکن ہیں۔ اُردو میں لفظ کا آخری حرف ساکن ہوتا ہے لیکن اس پر جزم کی علامت نہیں لگائی جاتی۔

- دیے گئے لفظوں پر جزم لگائیے:

الفاظ، گرد، دشوار، قسمت

مزید ادبی مطالعے اور معلومات کے لیے ان ویب سائٹس کا استعمال کیجیے۔

- http://www.deoband.net
- http://www.ranker.com
- http://aiourdubooks.net
- http://www.bbc.com/urdu